مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی

جلیل القدر محدث اور فقیہ

شیخ نذیر حسین - مدیر اردو دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور

ہندوستانی علماء نے ہر دور میں علوم اسلامیہ کی گرانقدر خدمات انجام دی ہیں تفسیر، فقہ بالخصوص علمِ حدیث میں ان کے کارنامے لازوال ہیں۔ سب سے پہلے امام رضی الدین صغانی رح لاہوری (المتوفی ۶۵۰ھ) نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کا انتخاب مشارق الانوار کے نام سے کیا، جس کی متعدد علماء نے شرحیں لکھی ہیں۔ علامہ محمد طاہر رح پٹنی (المتوفی ۹۸۶ھ) کی مجمع البحار، قرآن مجید اور صحاح ستّہ کے مشکل الفاظ کی عدیم النظیر شرح ہے۔ شیخ علی متقی رح (م ۹۷۵ھ) کی کنز العمال صحیح احادیث کا مستند اور نہایت جامع ذخیرہ ہے۔ دسویں صدی ہجری میں شیخ عبدالحق رح محدث دہلوی نے مشکوٰۃ کی شرح عربی میں بنام لمعات اور فارسی میں اشعۃ اللمعات لکھیں جن کا شمار آج مشکوٰۃ کی بہترین شرحوں میں ہوتا ہے۔ شیخ عبدالحق رح کے صاحبزادے مولانا نورالحق (ف ۱۰۷۳ھ) نے صحیح بخاری کی فارسی میں شرح تیسیر القاری کے نام سے لکھی۔

بارھویں صدی ہجری میں علومِ اسلامیہ کی امامت حضرت شاہ ولی اللہ رح پر ختم ہوتی ہے۔ انہوں نے علمِ حدیث کی سب سے قدیم کتاب مؤطا امام مالک رح کی دو شرحیں عربی و فارسی میں المسوّی اور المصفّٰی کے نام سے لکھیں۔ قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اسرار شریعت اور حکمت و سیاستِ اسلامیہ پر ایک بے نظیر کتاب حجۃ اللہ البالغہ

کے نام سے لکھی، جس نے اسلامیانِ ہندوستان کا سرِ افتخار تمام عالمِ اسلام میں بلند کر دیا۔ ان کے اخلاف اور شاگردوں کے شاگردوں نے اس برِ صغیر میں علومِ اسلامیہ کی جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں، ان کے بیان کے لیے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے۔ نواب سید صدیق حسن خان (المتوفی ۱۸۹۲ء) نے اپنے خرچ سے بخاری شریف کی عدیم النظیر شرح فتح الباری مصر سے چھپوا کر علمِ حدیث کی عظیم الشان خدمت کی۔ ان کی علمی سرپرستی سے بھوپال، بغداد اور قاہرہ کا ہمسر بن گیا تھا۔

مذکورہ بالا علمی مساعی انفرادی، لیکن ہر طرح سے قابلِ تعریف و تحسین ہیں۔ ۱۸۵۷ء کے غدر کے بعد نئے بدلے ہوئے حالات کے تحت مولانا محمد قاسم (المتوفی ۱۲۹۷ھ) نے دار العلوم دیوبند اور سہارن پور کے بعض اکابر نے مدرسہ مظاہر العلوم قائم کر کے علومِ اسلامیہ کی باضابطہ، منظم اور اجتماعی خدمت انجام دی ہے۔ مولانا محمد انور شاہ (دیوبند) اور مولانا خلیل احمد سہارن پوری کے درس حدیث کی بادشاہت ترکستان سے لے کر سری لنکا اور انڈونیشیا سے لے کر ساحلِ افریقہ تک تھی۔ ان کے تلامذہ در تلامذہ نے ہندوستان میں علومِ اسلامیہ کی شمع روشن رکھی ہے۔ علمائے اہلِ حدیث میں علامہ شمس الحق ڈیانوی کی عون المعبود شرح سنن ابی داؤد اور مولانا عبد الرحمٰن مبارک پوری کی تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی نے عرب ممالک کے اہلِ علم سے بھی خراجِ تحسین وصول کیا ہے۔ چونکہ مدارسِ عربیہ میں ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ اس لیے بقول ڈاکٹر سید عبد اللہ مرحوم یہ مدارس اردو زبان کی نشر و اشاعت کا بھی اہم ذریعہ ہیں اور جب تک یہ مدارس قائم ہیں، بھارت میں اردو زبان مٹ نہیں سکتی۔ مزید براں یہ مدارس ہند میں سرمایۂ ملت کے نگہبان بھی ہیں۔

سلسلۂ شاہ ولی اللہ کی ایک سنہری کڑی مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی تھے، جو میرے مضمون کا عنوان ہیں۔ وہ ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں قصبہ دیوبند میں عثمانی شیوخ کے ایک معزز گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مولانا اشرف علیؒ ان کے خالو تھے۔ مولانا ظفر احمد نے ابتدائی تعلیم دار العلوم دیوبند کے بعض اساتذہ سے حاصل کی۔

عربی کی اعلیٰ درسی کتابیں، نیز صحاح ستہ مدرسہ جامع العلوم کانپور میں رہ کر پڑھیں۔ علمِ حدیث کی تکمیل حضرت مولانا خلیل احمدؒ سہارنپوری شارح سنن ابی داؤد سے کی اور اٹھارہ برس کی عمر میں درسیات سے فارغ ہوگئے۔ فراغت کے بعد مدرسہ مظاہر العلوم ہی میں پڑھاتے رہے۔ سات برس کے بعد مدرسہ امداد العلوم، تھانہ بھون (ضلع مظفر نگر) میں چلے گئے اور حضرت مولانا اشرف علیؒ کی زیرِ ہدایت کتبِ حدیث تفسیر و فقہ کا درس دیتے رہے۔ قیامِ تھانہ بھون کا یادگار کارنامہ اِعلاء السنن کی تالیف ہے۔ اس کے علاوہ وہ اطراف و اکنافِ عالم سے آنے والے فتاویٰ کا جواب بھی دیتے رہے، جو بعد ازاں امداد الفتاویٰ کے نام سے سات جلدوں میں شائع ہوئے۔

ایک عرصے کے بعد مولانا ظفر احمد کی خدمات ڈھاکہ یونیورسٹی نے حاصل کرلیں، جہاں وہ علومِ اسلامیہ کے صدر شعبہ رہے۔ بعد ازاں وہ مدرسہ عالیہ ڈھاکہ کے صدر مدرس رہے۔ قیامِ ڈھاکہ کا یادگار واقعہ مولانا ظفر احمد کی مسلم لیگ میں شمولیت ہے۔ خواجہ ناظم الدین کا خاندان ان کا بہت معتقد تھا۔ مولانا نے مشرقی پاکستان کے قصبات و دیہات کا دورہ کرکے مسلم لیگ کو مقبولِ عوام بنایا۔ سلہٹ (آسام) کے استصواب میں مسلم لیگ کی کامیابی زیادہ تر مولانا ظفر احمد کی شب و روز مساعی کی مرہونِ منت ہے۔ قیامِ پاکستان کے موقع پر ڈھاکہ میں عَلمِ آزادی انہوں نے لہرایا۔

قیامِ پاکستان کے کچھ عرصے بعد وہ مغربی پاکستان چلے آئے اور دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو الٰہ یار (متصل حیدر آباد، سندھ) میں کتبِ حدیث کا درس دیتے رہے اور فتاویٰ کے جواب بھی لکھتے رہے۔ اسی زمانہ میں محدّث گرامی شیخ عبد الفتاح ابو غدہ نے ٹنڈو الٰہ یار پہنچ کر مولانا ظفر احمد سے سندِ حدیث اور اجازتِ حدیث حاصل کی۔ کبرسنی اور بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے وہ کراچی میں مقیم ہوگئے، جہاں انہوں نے ۸ ر دسمبر ۱۹۷۴ء کو انتقال کیا اور پاپوش نگر کے قبرستان میں دفن ہوئے۔

مولانا ظفر احمد عثمانی باکمال محدث اور وسیع النظر فقیہہ تھے۔ اُصولِ حدیث اور

اُصولِ فقہ میں انہیں خاص مہارت تھی۔ حضرت تھانویؒ کی طویل صحبت اور رفاقت نے انہیں علمِ تصوّف کے نظری اور علمی پہلوؤں سے بھی آشنا کر دیا تھا، اس لیے وہ معتدل مزاج، وسیع القلب اور وسیع النظر عالم بن گئے تھے۔ مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ مرحوم سے ان کے مخلصانہ اور دوستانہ تعلقات تھے اور دونوں ایک دوسرے کے پایہ شناس تھے، بلکہ بعض اوقات مولانا مودودی مرحوم علمی مشکلات میں مولانا ظفر احمد سے استفادہ بھی کرتے تھے۔ ایک زمانے میں جب بعض مولویوں نے جماعت کے خلاف تکفیری مہم شروع کر دی تو مولانا ظفر احمد نے ان مولویوں کی فتویٰ بازی پر بڑی حیرت اور ناراضی کا اظہار کیا۔ مولانا ظفر احمد کی تصانیف زیادہ تر عربی اور کم اُردو میں ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

اعلاء السنن (عربی) بعض حضرات ائمہ احناف پر مخالفتِ حدیث کا اعتراض کیا کرتے ہیں اور یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ فقہ حنفی کے بہت سے مسائل احادیث کے خلاف ہیں۔ یہ الزام بلکہ اتہام صحیح نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک تو حدیثِ ضعیف اور حدیثِ مرسل بھی قیاس سے مقدم ہے۔ ان اعتراضات کے پیشِ نظر حضرت مولانا اشرف علی تھانوی علیہ الرحمہ کو حنفیہ کے دلائل حدیثیہ جمع کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ چنانچہ وہ عظیم الشان علمی کام ان کی نگرانی میں مولانا ظفر احمد نے بیس سال کی محنت اور دیدہ ریزی کے بعد پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ وہ سب سے پہلے مختلف فقہی ابواب کے تحت حنفیہ کی تائید میں وارد جملہ احادیثِ احکام کو جمع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پھر ان احادیث پر فقیہانہ اور محدثانہ اُصول سے کلام کرتے ہیں۔ ضمناً وہ آثارِ صحابہ سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

اعلاء السنن کی تالیف میں فاضل مؤلف نے شروحِ حدیث، اُصولِ حدیث اور فقہ اور اُصولِ فقہ کے بھاری بھرکم دفاتر اور کتبِ رجال و محدثین اور جرح و تعدیل کی ضخیم کتابوں کو کھنگال ڈالا ہے۔ اِس طرح یہ کتاب حدیث اور فقہ کے بیش قیمت مباحث کا دائرۃ المعارف بن گئی ہے۔ کتاب کی تکمیل پر حضرت مولانا تھانویؒ کو بڑی مسرت ہوئی تھی اور انہوں نے اعلاء السنن کو خانقاہ امدادیہ کے علمی مفاخر میں شمار کیا تھا۔ تقسیم ہند سے قبل

اس کتاب کی آٹھ جلدیں شائع ہوئی تھیں۔ اب یہ کتاب تیرہ جلدوں میں عمدہ ٹائپ پر کراچی سے شائع ہوتی ہے۔ کتاب کے مجموعی صفحات کی تعداد پانچ ہزار صفحات کے لگ بھگ ہے۔

کتاب کا مقدمہ اصولِ حدیث سے متعلق ہے، جسے مشہور شامی محدث شیخ عبدالفتاح ابوغدہ نے دوبارہ نظرثانی اور مفید حواشی کے ساتھ قواعد فی علم الحدیث کے نام سے خوب صورت ٹائپ میں بیروت سے شائع کیا۔

۲۔ احکام القرآن (عربی) | امام جصاص رازی حنفی کی مشہور کتاب احکام القرآن کی طرز پر یہ کتاب دو جلدوں میں کراچی سے شائع ہوتی ہے۔

۳۔ رحمۃ القدوس ترجمہ بہجۃ النفوس | حافظ ابومحمد عبداللہ بن ابی جمرہ اندلسی (م ۶۹۵ھ) نے مختصر البخاری کی شرح بہجۃ النفوس کے نام سے لکھی تھی، جس کا حوالہ حافظ ابن حجر فتح الباری میں بھی دیتے ہیں۔ اس میں صحیح بخاری کی تین سو احادیث کی مکمل اور مستند شرح ہے، جس سے مسائل فقہ اور تصوف وسلوک کا استنباط ہوتا ہے۔ اس شرح کی پہلی ایک سو احادیث کا ترجمہ رحمۃ القدوس کے نام سے حضرت تھانوی کے حکم سے مولانا ظفر احمد نے کیا تھا۔

۴۔ قرأت فاتحہ خلفِ امام | انہوں نے امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے پڑھنے اور نہ پڑھنے پر احناف کے نقطۂ نظر سے بحث کی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے بہت سے رسائل مختلف مسائل پر لکھے ہیں۔

سطور مندرجہ بالا میں ہندوستانی محدثین، بالخصوص مولانا ظفر احمد کی خدمات علمِ حدیث کا مختصر اور موجز سا تذکرہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس ضمن میں شیخ محمد حیات سندھی اور شیخ محمد عابد سندھی کے صحاحِ ستہ پر حواشی کا ذکر بھی ضروری ہے۔ ان اکابر نے حرمین میں قیام کر کے برس ہا برس تک کتب حدیث کا درس دیا ہے اور ایک عالم کو اپنے علمی فیوض سے مستفید کیا ہے۔ غدرِ دہلی کے بعد شاہ عبدالغنی مجددی (استاد گرامی مولانا محمد قاسم اور مولانا رشید احمد گنگوہی) نے ہندوستان سے ہجرت فرما کر

پہلے مکہ معظمہ اور بعد ازاں مدینہ منورہ میں مسندِ درس بچھائی۔ ان سے کتانی خاندان کے سربراہ ابو جعفر الکتانی الکبیر نے حدیث کی سند لی اور ان کی مساعی سے مراکش بلکہ شمالی افریقہ میں علمِ حدیث کا رواج ہوا۔ تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری میں ہمارے ہندوستانی محدثین نے تن تنہا علمِ حدیث کی جیسی خدمت کی ہے، اس کی نظیر پیش کرنے سے مصر اور شام عاجز ہیں۔

یہ امر واقعہ ہے کہ صحیح بخاری اور چند کتب حدیث مصر سے پہلے یہاں چھپ کر تمام ممالکِ اسلامیہ میں وقفِ عام ہوئی ہیں۔ مصر کے مشہور عالم اور المنار کے فاضل مدیر سید محمد رشید رضا مرحوم نے مفتاح کنوز السنۃ کے مقدمہ میں صحیح لکھا ہے:

"اگر ہمارے برادران علمائے ہندوستان نے اس زمانے (بارھویں، تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری) میں علومِ حدیث کی طرف توجہ نہ کی ہوتی تو اس علم کے زوال اور فنا کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔"